

خ



از قلم — رُمِیْصَاءُ شَکِیْل اَحْمَد

خمار



از قلم رُ میصاء شکیل احمد

Copyright: Rumaisa Shakil Ahmed (Writer)

Published by: Safar-e-Adab

Published On: safareadab.com

To get published with us, contact us via email or website:

safareadab.com

khanumaira@safareadab.com

adab@safareadab.com

Note: We don't charge anything to publish online. If anyone charges any kind of fee in order to publish your write-ups in the name of Safar-e-Adab, please don't try to go ahead with them and immediately report them using the contact us button on our website. Thank you

ضروری بات

خمار کے تمام جملہ حقوق لکھاری "رُ میصاء شکیل احمد" کے نام محفوظ ہیں۔ کہانی کا کوئی بھی حصہ کسی بھی صورت میں کسی دوسرے پلیٹفارم یا سوشل میڈیا پر پوسٹ کرنے سے پہلے لکھاری کی اجازت درکار ہوگی۔ بغیر اجازت کہانی کا استعمال کرنے والوں پر سخت کاروائی کی جاسکتی ہے۔ اس کہانی اور اس میں موجود کردار محض تصوراتی ہیں۔ کسی بھی حقیقی کہانی یا انسان سے ان کا کوئی واسطہ نہیں ہے۔ کسی بھی طرح کی مشابہت کو اتفاق سمجھا جائے۔



رمضان کا مہینہ ہے ہلکی پھلکی گرمی ہے کچن میں جمیلہ بیگم کٹلس کے آلو میٹھ کر رہی ہیں کچن کے برابر میں بنے کمرے میں گوپ اندھیرا ہے وہ کمپیوٹر کی سکرین کے آگے بیٹھا خود کلامی کر رہا ہے،

”واٹ دا ہیل“

اسنے زور سے کیبورڈ پر ہاتھ مارا،

”دفعہ ہو“

اسنے غصے کے عالم میں اپنا سر تھاما پھر مسنے لگا،

”میں بھی کیا بے معنی سی چیزوں کے کیے رو رہا ہوں عجیب ہو تم جبرائیل“

اتنے میں کوئی اسے پکارتا ہوا کمرے میں داخل ہوتا ہے،

”جبرائیل کو چنگ نہیں جانا کیا یا آج بھی کھڑے ہو کر کلاس لینے کا ارادہ ہے تمہارا“

”سوری آپنی میں بس تیار ہونے جا رہا ہوں“

اتنے میں اس کو کوئی پکارتا ہے،

”جنت پیٹا دو برتن تو دھو دوزرا“

”اچھا آئی آئی“

اس کے جاتے ہی جبرائیل نے موبائل کی سکرین کو آن کیا تو سامنے 2:45 بجگاہا تھا اور اب اس کے پاس پورے پندرہ منٹ تھے اور لڑکوں کے لیے یہ بہت زیادہ ہوتے ہیں،

جنت برتن دھونے کے بعد ہاتھ صاف کرتی تیار ہونے اپنے کمرے میں آتی ہے کمرے کی لائٹس آن کرتی وہ آئینے کے سامنے آتی ہے سفید رنگت کالی آنکھیں لمبے بال اور دیکھنے میں وہ بے حد خوبصورت لڑکی تھی اسے جو بھی دیکھتا دیکھتا ہی رہ جاتا پورے کوچنگ میں اس کی خوبصورتی کے چرچے تھے یہاں تک کے کوچنگ کے سر وغیرہ بھی اسے بہت پسند کرتے تھے ان لوگوں کو کوئی اس لیے نوٹ نہیں کرتا تھا کیونکہ وہ پڑھنے میں بھی اچھی تھی اور یہ ان لوگوں کو اپنی پسندیدگی چھپانے کا ایک اچھا مگر حیلہ باہانہ ملا تھا،

وہ دونوں مکمل تیار اب اپنے اپنے جوتے پہن رہے تھے جب جبرائیل کی نظر جنت پر پڑی اسنے مہرون رنگ کی ڈارک لپسٹک لگائی ہوئی تھی،

BEING THE STRING OF YOUR KITE

“آپی تم نے پھر لپسٹک لگالی معلوم نہیں کیا تمہیں کے تمہارے برابر سے جو لڑکا بھی گزرتا ہے تم پر آویں کستا ہے اور کم از کم رمضان کا ہی لحاظ کرلو”

“لپسٹک بنی ہی لڑکیوں کے لگانے کے لیے ہے اور رمضان میں لگانی حرام نہیں ہے اور لوگوں کے ڈر سے میں لپسٹک بھی نہیں لگاؤں”

اسنے نخوت سے کہا،

“لگاؤں مگر حجاب بھی تو کر سکتی ہونہ”

اسنے جوتے کے لے سزباندھنے کے بعد جبرائیل کو دیکھا اور انگشت شہادت دکھاتے ہوئے غصے کے عالم میں بولی،

”باپ زندہ ہے میرا باپ نہیں بنو اور آپنی بیوی سی کروانہ حجاب“

”ہاں میں چھوٹا ہوں پر عقل ہے مجھ میں اور تم بھی دیکھو گی کے میری بیوی حجاب کیسے کرے گی“

”درخت صحیح سے اگا نہیں پھل گئے چلے ہیں ہوہ“

یہ کہتی جنت دروازے سے باہر نکل گئی۔

جبرائیل کے کہنے کے مطابق ہو بہو وہی ہوا ہر لڑکا اسے گھورتا
اگر جنت کسی کے پاس سے گزرتی تو آہستہ سے کچھ کہہ دیتا اور وہ مگن چلتی رہتی البتہ جبرائیل غصہ سے لال ہوتا رہتا پر
وہ چھوٹا تھا تو چپ رہتا،
BEING THE STRING OF YOUR KITE

کوچنگ میں قدم رکھتے ہی جنت جس کلاس کے سامنے سے گزرتی سب اسے ایک نظر لازمی دیکھتے اور کھسر پھسر کرنے لگتے وہ بارہویں جماعت میں تھی اور جبرائیل نویں،

دونوں اپنی کلاسز میں بیٹھ گئے جنت اپنی دوستوں کے ساتھ اور جبرائیل اکیلے کیونکہ جبرائیل کا کوئی دوست نہیں تھا
اس لیے نہیں کے وہ زیادہ گھلتا ملتا نہیں تھا بلکہ اس لیے کے اس کا جو بھی دوست بنتا وہ جنت کی تاک میں گھرا تا اس
سے جنت کے متعلق پچھتا اس لیے اسنے دوست بنانا ہی چھوڑ دیا تھا۔

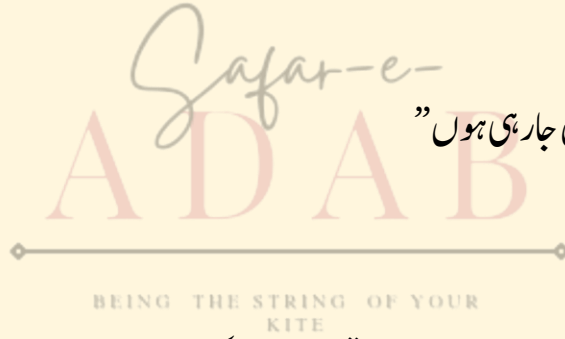
پر آج کچھ خاص ہوا چھٹی کے وقت جبرائیل ہمیشہ کو چنگ سے تھوڑے دور ایک درخت کے پاس کھڑا ہوتا تھا درخت کافی بڑا تھا تقریباً ہر بھائی اپنی بہن کو لینے کے لیے وہیں کھڑا ہوا کرتا تھا کیونکہ درخت سے کو چنگ صاف دیکھائی دیتا تھا روز کے معمول کے مطابق آج بھی وہ وہیں کھڑا تھا اسے وہاں کھڑے دس منٹ ہوئے تو جنت کی کلاس اوف ہو گئی ساری لڑکیاں نکل گئی پر جنت نہ آئی اس نے اسکی دوستوں سے پوچھا،

”آپی ابھی تک کیوں نہیں آئی؟“

تو جنت کی دوست فضیلہ نے کہا،

”وہ آرہی ہے مجھے زارا کام ہے میں جا رہی ہوں“

یہ کہتی وہ فوراً سے چلی گئی،



وہ ابھی اس درخت کے پاس ہی کھڑا تھا جب اس سے تھوڑے دور کھڑے لڑکے اس کے پاس آئے اور اسکو اپنی طرف مخاطب کرنے لگے،

”آیے جنید یہ جنت کا بھائی ہے نہ؟“

اس میں سے ایک بولا وہ ان سب لڑکوں سے قد میں لمبا اور شاطر دیکھ رہا تھا،

”ہاں اسی کا بھائی ہے“

جس سے وہ پوچھ رہا تھا اسکی نشان دہی پر اس نے جبرائیل کو کہہ،

”اوے توجو بھی ہے جنت کا نمبر دے ہمیں اس سے کام ہے ضروری“

اس کے مخاطب کرنے پر جبرائیل پلٹا ابھی تک اسکی پیٹھ تھی ان لڑکوں کی طرف پروہ ترچھی انکھ سے سب کو دیکھ رہا تھا،

”کیا کہا میں نے سنا نہیں“

”میں کہہ رہا ہوں نمبر دے“

”کس کا؟“

”بہر ہے جو آواز نہیں سنی تو نے اپنی بہن کا نمبر دے“

”نہیں ہے نمبر اور نہیں دوں گا نمبر جاو یہاں سے نہیں تو سر کو بتا دوں گا“



”اچھا تو پھر جا اور بتا دے“

اسنے جبرائیل کے کندھے پر زور سے ہاتھ مارا،

”تو کیا سمجھتا ہے تیری بہن بہت پار سے ہے، کالج سے گھر تک ہر لڑکا اسکا دوست ہے سب کے نمبر ہیں اسکے پاس پر ہم نے ایسا کیا کر دیا جو وہ ہمیں منہ نہیں لگاتی“

”بکو اس بند کر“

جبرائیل نے اس لڑکے کو زور کا دھکّہ دیا جس سے وہ لڑکا زمین پر گر گیا اسے جبرائیل کے اس وار کی امید نہیں تھی وہ جب تک زمین سے اٹھتا تب تک اس کے ساتھ آئے لڑکوں نے جبرائیل کو دبوچ لیا وہ اٹھا اور جبرائیل کے قریب آیا

اس کے منہ پر ایک جما کر نگہ مارا پھر زمین سے پتھر اٹھایا جبرائیل کے سر کا نشانہ لیا اور پوری قوت سے اسے دے مارا
جبرائیل کے سر پر شدید چوٹ آئی تھی شاید اس کا سر پھٹا تھا۔۔۔

وہ لڑکے فوراً سے غائب ہو گئے۔۔

جب وہ میتھس کی غلطی درست کرنے کے بعد کوچنگ سے باہر آئی تو اسے جبرائیل درخت کے پاس کچھ لڑکوں سے
لڑتا ہوا دکھان لڑکوں میں سے ایک کو وہ جانتی تھی جو اسے ہر لڑکے سے زیادہ تنگ کرتا تھا اسے معاصرہ سمجھنے میں دیر
لگی اور وہ لوگ اُسے پتھر مار کر جا چکے تھے اسکے سر سے بہت خون نکل رہا تھا جنت جبرائیل کو رو رو کر آوازیں دی رہی
تھی اس لڑکی کو پریشان دیکھتے وہاں بہت سے لڑکے آگے اس کی مدد کرنے کے بہانے وہ اسے تنگ کر رہے تھے اتنے
میں ایک رکشہ ڈرائیور جو وہاں سے گزر رہا تھا ان لڑکوں کی حرکت دیکھتا وہاں آیا اس نے جبرائیل کو اٹھایا اور اپنے
رکشے میں ڈالا اس لڑکی کو بیٹھنے کا اشارہ کیا جو بہت رو رہی تھی،

BEING THE STRONG OF THE KITE

وہ ہسپتال کی راہ داری میں تنہا کھڑی تھی اس کا دماغ کام کرنے سے قاصر تھا وہ اس بند کمرے کی طرف دیکھ رہی تھی
جس میں اس کا بھائی زندگی سے جنگ لڑ رہا تھا،

”ادھر مجھے دیکھیں پلیز“

ایک لڑکی جو غالباً نرس تھی اسے بھرپور جھنجھوڑ رہی تھی،

”جی کیا ہوا“

وہ ہوش میں آئی اور اسے نرس سے ہڑبڑا کر پوچھا،

”یہ دوائی فارمسی سے لیں آئیں جلدی“

یہ کہتی وہ فوراً سے چلی گئی اسنے جانے کے لیے قدم بڑھائے پر اسکے پاس پیسے نہیں تھے اسنے اپنا بیگ تلاشہ پر وہ بھی اسی جگہ گر گیا تھا جہاں یہ واقعہ ہوا تھا اسکا موبائل بھی اسکے بیگ میں تھا اسنے ہسپتال کے کانٹر سے گھر کال کی نیل جارہی تھی پر کوئی اٹھا نہیں رہا تھا۔۔۔۔

آلوچانپ بیسن میں لپیٹ کر جمیلہ بیگم نے تیل میں ڈالا،

”آج نئی ریسپیری سے بنا رہی ہوں اللہ کرے پسند آجائے ان لوگوں کو پسے منظر میں فون کی گھنٹی بجنے لگی اب کس کی کال ہے پتہ نہیں یہ لڑکی بھی نہ کچھ بھی آرڈر کر لیتی ہے اور بتاتی تک نہیں ہے کم از کم ماں کو بتاؤ دے کے امی میں نے آرڈر کیا ہے آجائے گا کچھ دنوں میں پر نہیں ماں تو کچھ ہیں ہی نہیں“

آب فون کی پانچویں گھنٹی بجنے لگی،

”ارے روک جاؤ بھائی دو منٹ“

جمیلہ بیگم نے ہاتھ جلدی جلدی دھو کر دامن میں صاف کیا اور کال اٹھائی،

”ہاں بھائی کہاں کھڑے ہو“

فون کے اس پار کی آواز سنتی اپنا سر تھام گئیں،

”ہائے اللہ میرا بچہ کہاں ہو تم؟“

”میں ہمارے گھر کے پاس والے ہسپتال میں ہوں“

”اچھا میں ابھی آتی ہوں“

”پیسے لیتے آئے گا“

”ہاں میں لاتی ہوں“

چلہا بند کرتی وہ فوراً سے پکن سے نکلتی ہیں،

انہیں ہسپتال آئے کافی ٹائم ہو گیا تھا جمیلہ بیگم اور انکے شوہر جمیل دونوں ہسپتال پہنچ گئے تھے ڈکٹروں نے کوئی خاطر خواہ جواب نہیں دیا تھا انکا کہنا تھا کہ اگلے ۲۴ گھنٹے بعد ہی کچھ کہا جاسکتا ہے اسکے دماغ میں اندرونی چوٹ آئی ہے سورج غروب ہو گیا اور مغرب کی آذان کا وقت ہونے لگا تھا جنت کنٹین ایریے پر آئی اور امی ابو کے لیے کچھ لینے لگی پھر جلدی سے واپس آکر ان دونوں کو ایک ایک پیکیٹ بسکٹ دیا اور پانی کی بوتل بھی تاکہ وہ لوگ روزہ کھول سکیں،

”روزہ کھول لیں“

آذان ہوتے ہی جنت نے کہا کیونکہ انہیں یاد نہیں تھا کہ انکا روزہ ہے،

ان دونوں نے پانی پیا اور بسکٹ کو چھو اتک نہیں وہ لوگ بہت مضبوط لوگ تھے جب سے وہ آئے تھے خاموش تھے البتہ جنت بار بار رونے لگ جایا کرتی تھی،

جمیل صاحب جنت کو گھر چھوڑنے آئے کیونکہ جنت بہت تھک چکی تھی وہ آنا نہیں چاہ رہی تھی مگر اسکی والدہ کے اصرار پر وہ گھر آگئی وہ اسے احتیاط بتانے لگے،

”گھر لاک رکھنا اور یہ لو یہ فون اپنے ہاتھ میں رکھنا اگر ڈر لگے تو سامنے والوں کو کال کر لینا“
”ٹھیک ہے نہ بیٹا؟“

”جی بابا“

جنت کے والد کو اس بات کا اندازہ شاید ہو گیا تھا کہ جنت کہیں کھوئی کھوئی ہے پر ابھی انکی حالت اس سے یہ سب پوچھنے کی نہیں تھی،

اپنے والد کے جانے کے بعد جنت نے انکی ہدایات کے مطابق سب کچھ کر لیا اور وضو بنا کر مصلیٰ بچھا کر بیٹھ گئی اسکے ہاتھ نماز کے بعد دعا کے لیے اٹھے تو اسے اپنے بھائی کی وہ آخری بات یاد آئی جو اسنے سنی تھی ”آپی تم نے پھر لپسٹک لگالی معلوم نہیں ہے کیا کے تمہارے برابر سے جو لڑکا بھی گزرتا ہے تم پر آویزیں کستا ہے اور کم از کم رمضان کا ہی لحاظ کر لو“

ہاں اسنے رمضان تک کا بھی لحاظ نہیں کیا تھا وہ شرم سار سی بیٹھی رہی ہم لوگوں کو لگتا ہے کہ ہم اتنے گناہ کر چکے ہیں کہ اب کچھ نہیں ہو سکتا پر ہمارا زہن اگر یہ سوچ لے کہ ابھی بھی بہت کچھ ہو سکتا ہے تو ہمارے سارے مصلحے حل ہو جائیں اسنے بے اختیار دعا کرنی شروع کر دی،

”اے اللہ میں اپنے بھائی کی زندگی کی خاطر تجھ سے یہ وعدہ کرتی ہو کہ آج سے پردے کا خاص خیال رکھوں گی کسی بھی نہ محرم کے آگے نہیں جاؤں گی اے اللہ میرے بھائی کو صحتیابی دے دے آمین!۔۔۔۔۔“

یہ منظر غائب ہوتا ہے اور ہسپتال کی اس کھڑکی سے اندر آتا ہے جہاں ڈاکٹر ز جمیل صاحب کو کچھ بتا رہے ہیں،

”مبارک ہو سر جبرائیل کو ہوش آگیا ہے ہم نے اسے روم میں شفٹ کر دیا ہے آپ مل لیں“

۔۔۔۔۔

اسکی آنکھ فون بجنے پر کھولی اس نے کال ریسیو کی اور فون کان سے لگایا سامنے والے کی بات سنتی وہ پر جوش ہو گئی اسے فوراً ہسپتال جانا تھا وہ رات دعا کرتے کرتے جائے نماز پر ہی سو گئی تھی وہ اٹھتے ہی واشروم گئی اور منہ ہاتھ دھوتی باہر آئی، وہ آئینے کے سامنے کھڑی حجاب کر رہی تھی اس کے ہاتھ کانپ رہے تھے اسنے بہت غلطیاں کی تھیں اسنے کل رات معافیوں میں وقف کر دی تھیں اسنے جب حجاب کر لیا تو وہ خود کا پہچان نہ پائی وہ اور بھی حسین لگ رہی تھی اسے دل سے خوش ہوئی وہ ہمیشہ سے یہ سمجھتی آرہی تھی کہ عبا یہ جو ہم نے کپڑے پہن رکھے ہوتے ہیں اگر وہ گندے ہو جائیں تو یہ صرف ان کو چھپانے کے لیے ہوتا ہے پر اصل میں اسکو پہن کر جو تحفظ محسوس ہوتا ہے وہ آج اسے پہلی بار محسوس ہوا تھا۔ حجاب کرنے کے بعد وہ کمرے سے نکل ہی رہی تھی کہ اسے یاد آیا کہ اسنے موبائل نہیں اٹھایا وہ اسنے واشروم جانے سے قبل سٹیڈی ٹیبل پر رکھا تھا وہ اٹھانے کے لیے مڑی موبائل اٹھایا اور جانے لگی پر وہ پھر پٹی اور اب اسکی نظر اس کتاب پر پڑی جسے جبرائیل ہر رات اٹھتا کئی گھنٹے کچھ لکھتا اور واپس رکھ دیتا تھا وہ واپس آئی اور اسے کتابوں کے جگھٹے سے نکالا یہ دیکھنے میں عام بک تھی پر یہ بک نہیں تھی جب جنت نے اسے کھولا تو وہ جبرائیل کی سیکریٹ ڈائری تھی وہ بے اختیار ڈائری پڑھنے لگی....

ڈائری کو اسنے پڑھ کر اسکی جگہ پر رکھ اسے اپنی آنکھ سے کچھ بہتا ہوا گاؤہ رو رہی تھی اسے پتہ بھی نہیں چلا تھا کہ وہ کب رونے لگی تھی پہلے وہ حجاب اپنے بھائی کی خاطر بے مقصد کرنے جا رہی تھی پر اب اسے اپنے حجاب کرنے کا اصل مقصد ملا تھا اسے اپنے اللہ کو راضی کرنا تھا،

وہ روم میں شفٹ کر دیا گیا تھا سر میں ٹیسیں اٹھ رہی تھیں یہ ایک ساف ستھرا روم تھا اس کو پین کلر کی ایک ڈرپ چڑھ رہی تھی اس کے بیڈ کے ساتھ ایک چھوٹی کھڑکی تھی جس سے شاندار سی ہوا آرہی تھی ابھی وہ کچھ یاد کرنا چاہ رہا تھا جب کمرے کا دروازہ کھلتا ہے کوئی لڑکی عبا یے میں ملبوس اندر کو آتی ہے وہ بے اختیار کہہ اٹھتا ہے،

”آپ غلط روم میں آگئی ہیں“

اتنے میں وہ لڑکی حجاب کھول دیتی ہے اور ایک جاندار مسکراہٹ دونوں کے لبوں کو چھوتی ہے،

BEING THE STRING OF YOUR KITE

”یہ تم ہو آپی ماشا اللہ“

بس وہ اتنا ہی کہ پاتا ہے کہ جنت رونے لگتی ہے،

”ہمارے باپ، بھائی ہمیں صرف پردہ کرنے کی تنقید کرتے ہیں وہ اس کو نہ کرنے کے نقصان نہیں بتاتے کیوں جبرائیل کیوں نہیں بتاتے تم لوگ ہمیں وہ سب یہ شاید تمہیں بھی کچھ معلوم نہیں ہوتا بس یہ جانتے ہو کہ یہ کرنا چاہیے میں نے تمہاری ڈائری پڑھی اس میں جو کچھ بھی تم نے لکھا ہوا تھا شاید تم اپنے منہ سے مجھے بتا دیتے تو آج تم یہاں نہیں ہوتے“

”اچھا آپی چپ ہو جائیں“

وہ اسکے انسوؤں پوچھنے لگا،

”تم جانتے ہو اگر بھائی اپنی غیرت کو سائیڈ پر رکھ کر اپنی بہن سے دوستی کر لیں تو اس لڑکی کو کبھی کسی دوست کی ضرورت ہی نہ پڑے چاہے بھائی چھوٹا ہو یہ بڑا“

”آپی میری پوری کوشش تھی کہ میں تم کو سمجھاؤں کہ لفظ نہیں مل رہے تھے اچھا ہی ہو اجو ہو اب میری ڈائری پڑھ ہی لی ہے تو یہ بھی بتا دو کہ سب سے اچھی بات اس میں کیا لگی بہت محنت کرتا ہوں روز میں“

جنت کو اسکی آخری بات پر ہنسی آگئی،

”سب کچھ اچھا لگا تھا پر جب تک میں نے وہ شعر نہیں پڑھا تھا“
”کونسا شعر؟“

”وہی جس کی وجہ سے میں اس مقام پر ہوں،“
BEING THE STRING OF YOUR KITE

اے ابن آدم!“

جنت اور جبرائیل ساتھ پڑھنے لگتے ہیں،

ایک تیری چاہت ہے اور ایک میری چاہت ہے

ہو گا وہی جو میری چاہت ہے

اگر تو نے وہ کیا جو میری چاہت ہے

تو میں دوں گا تجھ کو وہ بھی جو تیری چاہت ہے
اگر تو نے نافرمانی کی اسی کی جو میری چاہت ہے
تو میں تھکا دوں گا تجھ کو اس میں جو تیری چاہت ہے
پھر

ہو گا وہ ہی جو میری چاہت ہے۔”

منظر اس چھوٹی سی کھڑکی سے پار ہوتا سورج کے ساتھ غروب ہو گیا کہنیں دور شوال کا چاند بھی نکلنے کو بے چین ہو رہا
تھا۔



اللہ حافظ!

اسلام و علیکم۔

ختم شدہ

سفر ادب کی جانب سے ناولوں کی پی ڈی ایف کاپی کو ہر غلطی سے ماورا بنانے کی پوری کوشش کی گئی ہے۔ کسی بھی طرح کی غلطی پائی جانے پر اسے محض اتفاق سمجھا جائے۔ ہماری ٹیم کے تیار شدہ پی ڈی ایف کے تمام جملہ حقوق سفر ادب کے نام محفوظ کر لیے گئے ہیں۔ کسی ادارے یا شخص کی جانب سے ہمارے کام کو اپنے آفیشل استعمال میں لانے کی کوشش کو غیر قانونی سمجھ کر سفر ادب کی جانب سے کارروائی کی جاسکتی ہے۔

- ٹیم سفر ادب